تبلیغی پروگرام

(مولوی محمد امین صاحب شوق مبارکپوری فاضل رحمانیہ)

حسب معمول اپنے کاروبار میں دیر تک مشغول ومنہمک رہنے کی وجہ سے جبکہ دماغ افسردہ اور مضمحل ہوچکا ہو اور ہاتھ پاؤں بالکل تھک گئے ہوں تو اس وقت فرصت اور اطمینان کے چند گھنٹے دنیا کی سب سے بڑی نعمت معلوم ہوتے ہیں اپنی معمولی زندگی میں ہمیں روزمرہ ایسی ہی محنت کے کام اور ایسی ہی فرصت سے سابقہ پڑتا رہتا ہے۔ اور یہ نعمت عظمیٰ کوئی دن ایسا نہیں گذرتا کہ ہمیں حاصل نہ ہوتی ہو۔ مدرسوں، کالجوں، دفتروں، دکانوں، کارخانوں اور کھیتوں پر دن بھر کام کرنے کے بعد شام کے وقت گھر کی آرام دہ فضا میں سانس لینا کچھ ایسا بھلا معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی سب تکان دور اور کافور ہوجاتی ہے۔ چائے کی ایک دو پیالی، شربت کا ایک گلاس یا پان کی گلوری۔ چند لمحوں میں ساری افسردگی اور اضمحلال دور کردیتی ہے۔ اور ہمیں اپنے جسم میں ایک نئی روح اور ایک نئی طاقت محسوس ہونے لگتی ہے اور ہمارا جی چاہتا ہے کہ ہم اپنے فرصت کے گھنٹوں میں اچھی طرح لطف اٹھائیں۔ فرصت اور چھٹی کے گھنٹوں میں اس طرح بھی لطف اٹھایا جاسکتا ہے کہ ہم چند احباب کے ہمراہ شہر یا قصبہ یا گاؤں سے باہر جاکر سیر وتفریح میں مصروف ہوجائیں۔ اور اس طرح بھی کہ چارپائی پر بستر بچھوا کر آرام سے لیٹ جائیں اور آنکھیں بند کرلیں۔ اس میں شک نہیں کہ ہمیں اس بات کا پورا پورا حق حاصل ہے کہ فرصت اور چھٹی کے گھنٹوں کو جس طرح چاہیں گذار دیں کیونکہ فرصت کا مطلب ہی یہ ہے کہ ہمیں اسوقت کمال درجہ کی آزادی و سکون حاصل ہو لیکن ہر صاحب عقل وفہم کے نزدیک فرصت کے اوقات کو بیکاری میں گذار دینا اور فضول کاموں میں ضائع کردینا کوئی صحیح مصرف نہیں ہے بیکاری ہی میں ہم چھٹی اور فرصت کے گھنٹوں کو گنوا سکتے ہیں۔ لیکن فرصت کے گھنٹے آرام کے گھنٹے جداگانہ چیز ہیں اور انھیں بیکاری میں ضائع کرنے کے معنی یہ ہیں کہ ہمارا مذاق طبیعت صحیح اور درست نہیں ہے سستی اور کاہلی ہم پر طاری اور غالب ہے۔

جو کام ہمیں کسب معاش کیلئے کرنا پڑتا ہے۔ یا جو اوقات تحصیل علم پر خرچ ہوتے ہیں وہ تو ہمارے فرائض منصبی میں داخل ہیں۔ اور ہماری فرصت ہی کے گھنٹے ایسے ہوسکتے ہیں جن میں کسی مجبوری کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنی مرضی اور اپنی خوشی سے جو کام بھی چاہیں کرسکتے ہیں اور اسوقت ضروری وہ کام کرنا چاہیے جس کا ذوق ہم میں فطرتاً موجود ہے۔ ایک شاعر کیلئے یہی وقت ہے کہ وہ اس آب وگل کی دنیا سے باہر نکل کر تخیل کی فضا میں پرواز کرتا پھرتا ہے۔ اور ایک مصور کیلئے یہی چند لمحے ہیں کہ جن میں وہ اپنے قلم کی ہلکی ہلکی جنبشوں سے ایک بے روح وبے جان مگر بولتے ہوئے عالم کی تنقیش کرتا ہے۔

لیکن میرے خیال میں اگر خوش قسمتی اور خوش بختی کی وجہ سے فرض منصبی کی ادائیگی کے بعد کچھ خالی وقت ملتا ہے جسے آپ اپنا اور فرصت کا وقت کہتے ہیں تو آپ کو چاہئے کہ ایسے عزیز ترین وقت کو سیر و تفریح اور لہو ولعب میں نہ گنوائیں اور نہ یہ آپ کو لائق ہے بلکہ ایسی حالت میں آپ کا فرض ہے کہ اپنے حلقہ اثر کے لوگوں کو اور خصوصاً قرب و جوار کے مواضعات میں پہنچکر جنھیں وعظ و پند سننے کا بہت ہی کم اتفاق ہوتا ہے انھیں وعظ و نصیحت سنائیں۔ لیکن سب سے پہلے اپنی پوزیشن کو صاف، ستھری کرکے اور حقیقی معنوں میں پابند شرع ہوکر لوگوں کے سامنے پیش ہونا چاہئے تاکہ عوام کو حرف گیری اور انگشت نمائی کا موقع نہ ملے۔ اور اس آیت کریمہ کا مصداق نہ ہونا پڑے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (پ ۲۸ ع ۹) ترجمہ: مسلمانو! ایسی بات کیوں کہہ بیٹھا کرتے ہو جو تم کرکے نہیں دکھاتے (یہ بات) اللہ کو سخت ناپسند ہے کہ کہو (سب کچھ) اور کرو کچھ نہیں۔" ایک جگہ اور ارشاد ہے اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ۝ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (پ ۱ ع ۵) ترجمہ کیا تم دوسرے لوگوں سے نیکی کرنے کو کہتے ہو اور اپنی خبر نہیں لیتے۔ حالانکہ تم کتاب (الٰہی) پڑھتے رہتے ہو کیا تم (اتنی بات بھی) نہیں سمجھتے۔" حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ سب سے پہلے اپنے باپ ہی کو راہ راست پر لانے کے درپے ہوئے۔ اسی طرح فخر رسل احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا۔ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ (شعراء پ ۱۹) اپنے عزیز ترین اعزہ کو ڈراؤ۔ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْهَا (پ ۱۶ طٰہٰ) اے نبی اپنے گھر والوں کو نماز کی تعلیم دو اور خود بھی اسکے پابند رہو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ ہدایات و احکامات پہنچانے میں پاس مراتب، لحاظ عظمت، کسی بزرگ کی بزرگی یا کسی عزیز کی دلجوئی ملحوظ رکھنا ضروری نہیں۔ تبلیغ کے معاملہ میں کسی کے احسان کا کچھ اثر نہیں ہوسکتا۔ اولاد پر والدین سے بڑھکر کس کا احسان ہوگا لیکن حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تبلیغ کے معاملہ میں آبوت کچھ مانع نہ ہوسکی بلکہ سب سے پہلے انھیں کو شرک کی پلیدگی سے باز رہنے کی ہدایت کی۔

ناظرین کرام! دعوت حق ایک ایسی چیز ہے کہ جب شیریں کلامی اور موثر انداز میں پیش کی جائیگی تو سخت سے سخت منکر کے سر بھی نیچے ہوکر رہیں گے۔ اور اسی کی قرآن حکیم میں تعلیم بھی دی گئی ہے۔ اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ (پ ۱۴ ع ۲۲) ترجمہ: اے پیغمبر لوگوں کو عقل کی باتوں اور اچھی اچھی نصیحتوں سے اپنے پروردگار کے رستے کی طرف بلاؤ اور ان کے ساتھ بحث (بھی) کرو (تو) ایسے طور پر کہ وہ (لوگوں کے نزدیک) بہت ہی پسندیدہ ہو۔ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ (پ ۴ ع ۸) ترجمہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر (خدانخواستہ) تم مزاج کے اکھڑ (اور) سنگ دل ہوتے تو یہ لوگ (کبھی کے) تمہارے پاس سے تتر بتر ہوگئے ہوتے۔ تبلیغ حق کرنے میں کسی مخالف طاقت سے مرعوب نہیں ہونا چاہئے۔ اور نہ گرما گرم تحریک کو کبھی ٹھنڈا کرنا چاہئے اگر کچھ رکاوٹ بھی پیدا ہو تو اس طرح کہ ؏ رکتی ہے مری طبع تو ہوتی ہے رواں اور۔

یہ بالکل صحیح اور درست ہے کہ حق کی طرف بلانے والے کو مخالفین کی جانب سے طعنے دیئے جائیں گے۔ اسکی بے حرمتی اور تذلیل کی جائیگی۔ ناسمجھ لوگ اسے نملایم الفاظ سے یاد کرینگے۔ اور اسی پر بس نہیں بلکہ طرح طرح کی تکلیف اور مصیبت پہنچانے کی کوشش کرینگے۔ مگر ان سب کی بالکل پروانہ کرنی چاہیئے بلکہ دماغ میں کام کی دھن اور دل میں جوش وحوصلہ ہونا چاہیئے نیز تبلیغ کو کسب منصب اور حصول جاہ کا ہرگز ہرگز ذریعہ نہ بنانا چاہیئے۔ اور نہ اسکے پردے میں اچھے اور بلند درجے حاصل کرنیکی امید کرنی چاہیے۔ اگر مال ودولت اکٹھا کرنے کا ارادہ اور تمنا ہوگی تو یہ ارادہ تبلیغی سلسلہ میں زہر قاتل کا اثر پیدا کریگا۔ بلکہ سوچیئے کہ اس کام کا معاوضہ دینے والا فقط اللہ ہے۔ جو کچھ طلب کرنا ہو اسی سے طلب کرے۔ ہر نبی اپنی اپنی قوم سے یہی کہتے رہے۔ وَمَآ اَسۡئَلُكُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ اِنۡ اَجۡرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ (پ ۱۹ ع ۱۰۶) ترجمہ میرا کہا مانو میں (اس سمجھانے پر تم سے کچھ اجرت تو مانگتا نہیں۔ میری اجرت تو فقط پروردگار عالم پر ہے "

ناظرین کرام! اگر آپ تبلیغ احکام پر زیادہ وقت نہیں خرچ کرسکتے تو کم ازکم اپنی فرصت اور چھٹی ہی کے اوقات میں سہی لیکن حوصلے اور جوش کے ساتھ اللہ اور اس کے دین کا کام سمجھ کر ان مذکور الصدر اصول وقواعد کے ماتحت اپنے حلقہ اثر بیوی، بچے، دو ت، احباب، خویش واقارب اور پھر رفتہ رفتہ قرب وجوار کے مواضعات وقصبات میں پھر کر خدا کے پیغام کو سنائیں اور بھلی باتوں کا حکم دیں اور بری باتوں سے باز رہنے کی تاکید کریں۔ اس تبلیغ کا یہ فائدہ ہوگا کہ دین محمدی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کے حلقہ واحاطہ کی توسیع روز افزوں ہوتی رہے گی۔ لوگوں کے کان تک اسلام ... دعوت کی تبلیغ بآسانی اور موقع ولحاظ کے اعتبار سے مناسب طور پر ہوتی رہے گی۔ حق وباطل، سنت وبدعت، منکر ومعروف میں صاف امتیاز قائم رہے گا۔ اور آپ اپنے فرض (تبلیغ) سے سبکدوش ہوجائیں گے۔ وَمَا عَلَيۡنَآ اِلَّا الۡبَلٰغُ۔ اور ساتھ ہی یہ چیز بھی کسی پر مخفی اور پوشیدہ نہیں ہے کہ ایک مبلغ اسلام کو دعوت اسلام اور نصیحت ووعظ وافتا کیلئے علم قرآن، حدیث، تفسیر، اصول، معانی، بیان، نحو، صرف، لغت، اور کسی قدر فلسفہ، منطق، فقہ، فرائض، آداب مناظرہ وسیر وتاریخ کا جاننا ازبس ضروری اور لابدی ہے۔ تاکہ احکام الٰہیہ کو قرآن وحدیث سے نکالکر لوگوں کو بتائے۔ بھلی باتوں کو بھلائی پر اور بری باتوں کی برائی پر سند شرعی پیش کرسکے اور براہین عقلیہ ونقلیہ سے مضبوط ومستحکم کرے۔ منکرین کے شبہات اور توہمات کو بزور منطق وکلام رد کرنے پر قادر ہو اور بوقت ضرورت احکام شرعیہ کے مصالح ومنافع کو ثابت کرسکے۔ انہی ضرورتوں کو سامنے رکھکر حکم ہوتا ہے۔ وَمَا كَانَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لِيَنۡفِرُوۡا كَآفَّةً فَلَوۡلَا نَفَرَ مِنۡ كُلِّ فِرۡقَةٍ مِّنۡهُمۡ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوۡا فِی الدِّيۡنِ وَلِيُنۡذِرُوۡا قَوۡمَهُمۡ اِذَا رَجَعُوۡۤا اِلَيۡهِمۡ لَعَلَّهُمۡ يَحۡذَرُوۡنَ ۔ (توبہ پ ۱۱) ترجمہ مسلمانوں کو یہ لائق اور زیبا نہیں کہ سب کے سب بیرونی ضرورتوں (تجارت حج وغیرہ) کے انجام دہی کیلئے باہر نکل جائیں۔ ایسا کیوں نہیں کرتے کہ ہر قوم وپیشہ وشہر ومحلہ اور گاؤں سے کچھ لوگ نکلیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (اور اب مدرسوں اور اسکولوں میں داخل ہوکر) علم دین سیکھیں اور جب کامیاب ہوکر واپس ہوں تو اپنی اپنی قوم کو ڈرائیں عجب نہیں کہ اس تدبیر سے لوگ معصیت وبرائی سے بچنے لگیں۔

باقی صفحہ ۲۳ پر ملاحظہ ہو